بموقع عرس حضور مفتی اعظم

ذکرِ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

علامہ قمر الزماں خاں اعظمی

ترتیب: مفتی محمد اشرف رضا قادری

نوری مشن مالیگاؤں پیش کش: رضا لائبریری مالیگاؤں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۲۱

بفیض: تاج دار اہل سنّت حضور مفتی اعظم وجانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ

زیر سرپرستی: امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہروی مدظلہ العالی

بصیرت افروز اور سنجیدہ خطاب بعنوان

ذکر حضور مفتی اعظم ہند

رحمۃ اللہ علیہ

علامہ قمر الزماں خاں اعظمی

[سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ]

ترتیب: مفتی محمد اشرف رضا قادری [قاضی شریعت ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر]

حسبِ فرمائش: مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری [دار العلوم قادریہ چریا کوٹ، یوپی]

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

رابطہ: مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں

سن اشاعت ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰ء...... ہدیہ: دُعاے خیر

9325028586, 9273574090, gmrazvi92@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش گفتار

۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ کو بمبئ عظمیٰ میں مفکر اسلام خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ قمر الزماں خان اعظمی رضوی (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، لندن) نے ''شہید اعظم و مفتی اعظم کانفرنس'' سے خطاب فرماتے ہوئے مدارسِ عالم، دُنیا کے دارالافتاء، عصر حاضر کے علما و مشائخ کے حالات وخدمات اور ان میں بریلی شریف کی آفاقیت پر جو اپنا مشاہدہ پیش کیا؛ یہ انہیں کا حق تھا۔ اس تقریر کی کیسٹ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے مرید، مخلص اور میرے دیرینہ کرم فرما محمد عیسیٰ نوری اعظمی کے ذریعہ ملی۔ اس مختصر تقریر میں اعظمی صاحب نے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی خدمات، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز کی عبقریت، آفتابِ ولایت حضور مفتی اعظم کے کارہائے نمایاں، ان کی سیرت کے چند روشن گوشوں کو اُجاگر کیا ہے، اور ساتھ ہی عالم اسلام میں بڑھتے ہوئے فتنوں سے خبردار اور ہوشیار رہنے کی تاکید کی ہے۔ تقریر مؤثر ہے، سننے والوں کو متاثر کرتی ہے، میں بھی متاثر ہوا۔ اس کی افادیت کے پیش نظر محمد اسماعیل رضوی فیض آبادی و محمد عیسیٰ نوری اعظمی کی خواہش پر کیسٹ سے بلفظہ تحریری شکل میں آپ کے ہاتھوں میں پہنچادی۔

اعظمی صاحب نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''سرکار مفتی اعظم ہند کی سیرت پر ایک زمانے تک بول سکتا ہوں،'' لہٰذا ان سے میری گزارش ہے کہ آپ جو بولیں گے اسے تحریری شکل میں بھی اہل سنت کے ہاتھوں میں دے دیجیے۔ (۱) اگر آپ کے حقیقت نگار قلم سے سیدی حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی سیرت وخدمات پر یہ کام انجام پا گیا تو سنیوں کو اپنے مذہبی پیشوا اور روحانی قائد کے کردار وعمل کا ایک گلدستہ دستیاب ہوجائے گا، اور آنے والی نسل اپنے اکابر کے واقعاتِ عزیمت، احکامِ شرعیہ کی پابندی اور تصلب فی الدین کے واقعات کو

(۱) اعظمی صاحب نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی تقویٰ شعار حیاتِ مبارکہ کے متعدد پہلوؤں پر ایک جامع مقالہ ''حضور مفتی اعظم: ایک عظیم فقیہ ایک عظیم مجاہد'' قلم بند کیا۔ جو مقبولیت کی منزل پر فائز ہوا۔ کئی مقامات سے اشاعت ہوئی۔ ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء میں نوری مشن مالیگاؤں نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ (غلام مصطفیٰ رضوی)

پڑھ کر اپنے لیے راہِ عمل متعین کرے گی۔ وہ تحریر انہیں شرعی لغزشوں وفکری آوارگی سے روکے گی۔ اعظمی صاحب کی طرح حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے شب و روز، سفر و حضر میں واقعاتِ عزیمت و کشف و کرامات کا مشاہدہ کرنے والے اکابر؛ ان کے فیض صحبت سے مشرف ہونے والے علما، تربیت پانے والے فقہا کی بفضلہٖ تعالیٰ ابھی اچھی تعداد موجود ہے۔ اگر بروقت ان لوگوں نے اپنی معلومات ومشاہدات کو صفحۂ قرطاس پر ثبت نہیں کیا تو ہم قیمتی خزینوں سے محروم ہو جائیں گے، اور مستقبل میں تذکرہ نگار و مؤرخ واسطوں سے واقعات کو قلم بند کرے گا۔ دیکھنے اور متاثر ہونے والوں نے اگر حقائق کا انکشاف کر دیا تو ہم جرح و تعدیل سے بچ جائیں گے، آفتابِ شریعت، ماہتابِ طریقت، قطب الارشاد، عارف باللہ، ولی ابن ولی، مسند افتا کا مفتی اعظم، عدلیہ کا قاضی القضاۃ، تفقہ سیدنا امام اعظم کا امین، تقدس سیدنا غوث اعظم کا وارث، خواجۂ اعظم کے اعلاء کلمۃ الحق کا مظہر اَتم، مجددِ اعظم کے عشق رسول کی چلتی پھرتی تصویر کا صحیح خدوخال دُنیا والوں کے سامنے آجائے گا۔

سیدی حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ کارِ افتا کو انجام دینا ہے۔ تقریباً پچھتر (۷۵) سال تک آپ نے فتاویٰ صادر فرمایا ہے، اور سیکڑوں علما کو افتا کی مشق کرائی ہے اور وقت کے ہر اُبھرتے ہوئے مسائل اور جدید ایجادات پر شرعی احکام صادر فرمایا ہے۔ ان کے تفقہ کا انسائیکلو پیڈیا آج تک پردۂ خفا میں ہے، اور معلوم نہیں کس کی المار ی کی زینت بنا ہوا ہے۔ وہ کب تک اہل سنت کی اس امانت کبریٰ ونعمت عظمٰی کو اپنے سینے سے لگائے رہیں گے، میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا مجموعہ فتاویٰ شائع ہو گیا تو نئے مسائل اور سائنسی ایجادات کا مکمل جواب قرآن و احادیث کی روشنی میں؛ فقہی جزئیات سے مزین ومبرہن وہاں مل جائیں گے۔ اس سے تہذیب جدید کی تشنگی بجھ جائے گی۔ اِسے وقت کا المیہ کہیے کہ پون صدی تک فقہ وافتا کی خدمت کرنے والے مفتی اعظم کے فتاوے سے مختصر انتخاب ایمان (عقائد)، صلوٰۃ، احکامِ مسجد کے عنوان پر مشتمل دو جلدوں میں شائع کیا گیا ہے،(۱) جب کہ اس فقیہ النفس مفتی نے عہد طفلی سے پیرانہ

(۱) رضا اکیڈمی ممبئ کی کوششوں سے ''فتاویٰ مصطفویہ'' (مرتب: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی) کے نام سے ایک مجموعہ بار بار اشاعت پذیر ہوا، مقبول ہوا۔ الحمدللہ! ماضی قریب میں امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف نے حضور مفتی اعظم کے دستیاب فتاویٰ کا مجموعہ ۷ رجلدوں میں شائع کیا ہے۔ جس کے کئی ایڈیشن اب تک منصۂ شہود پر آئے۔

سالی تک فقہ کے جملہ ابواب کی گتھیاں اپنے ناخنِ علم سے سلجھائی ہیں۔ پرانے رسائل و ماہناموں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کیسے کیسے لاینحل عقدہ کو حل فرمایا ہے۔ فقہ امام اعظم کے ہرابواب پرآپ کے فتاوے ہیں، جوعقائد، صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، حج، نکاح وطلاق، بیع و شراء، قسم وحدود، سیر و جہاد، وقف و ہبہ، صرف وشرکت، کفالہ وحوالہ، قضا وشہادہ، دعویٰ و وکالہ، اقرار وصلح، مضاربت و اجارہ، مکاتب و ولاء، اکراہ وحجر اور ماذون، غصب وشفعہ، قسمت و مزارعہ، ذبائح واضحیہ، صیدوکراہیہ، رہن واشربہ، جنایات ودیات، وصایا وفرائض، مبداء ومعاد کےعناوین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ میرا مبالغہ نہیں ہے، بلکہ آپ ان حضرات سے معلوم کرلیجئے جو افتا کی خدمت پر مامور ہیں، کہ انہیں کن کن عنوان پر لکھنا اور مطالعہ کرنا پڑتا ہے اور کیسے کیسے سوالات آتے ہیں۔ عوام اپنی ہرضرورت کا شرعی حل چاہتی ہے، اوراس کے شافی جواب کے لیے وہ مفتیانِ کرام ہی کی طرف رجوع کرتی ہے، اور یہ حضرات ان کوشرعی جواب سے مطمئن فرماتے رہتے ہیں۔ مگر کچھ سوالات ایسے بھی آتے ہیں جن کا جواب بروقت نہیں بن پڑتا۔ اس کےحل کے لیے مستفتی سے زیادہ مفتی پریشان نظر آتے ہیں، اورحصولِ جواب کی اپنے طور پر پوری کوشش کرتے ہیں۔ پھربھی اگر جواب حل نہیں ہو پاتا تو ایسی صورت میں مَیں نے دیکھا اور سنا ہے کہ اپنے وقت کا مفتی، سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں مستفتی بن کرحاضر ہوا تو مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت کی آغوشِ فقہ کے پروردہ فقیہ النفس مفتی اعظم نے چند لفظوں میں شافی جواب ارشاد فرمادیا۔

اس عہد کی تاریخ بتاتی ہے کہ اگر کوئی اَمرِ مشکل درپیش ہوتا تو علما اس کا حل تیار کرکے عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے موقع پر اپنی اپنی تحقیق سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے سامنے پیش فرماتے، جن کی تحقیق مطابق شرع اور رائے صائب ہوتی تصویب فرمادیتے، اورجن کی تحقیق راہِ صواب سے منحرف نظرآتی ان کی اصلاح کرکے صحیح جزئیات کی طرف رہنمائی فرمادیتے، اور کبھی کبھی تمام علما وفقہا کی تحقیق پرفقیہ النفس کا ایک جملہ پانی پھیر دیتا اوراس سے صحیح مسئلہ کا حل بھی نکل آتا، اور جزئیات کی طرف اشارہ بھی مل جایا کرتا تھا۔ علما اپنی تحقیق کوان کے فتاویٰ کے سامنے کوئی اہمیت نہ دیتے تھے، بلکہ انشراح صدر کے ساتھ قبول فرماتے تھے۔ آج کچھ سرپھرے یہ کہتے ہوئے نظرآتے ہیں کہ مفتی اعظم ہند نے مسائل میں

سختی فرمائی ہے۔ میں ان کوتاہ نظروں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم اپنی سہولت اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنا چاہتے ہو، اور سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنا اور رواج دینا چاہتے تھے۔ ان کی نظر مستقبل میں پیش آنے والے خطرات و بدعات پر تھی۔ وہ لوگوں کو حالات و ماحول کے مطابق دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے، بلکہ حالات و ماحول کو شریعت کے مطابق دیکھنا پسند کرتے تھے۔ مخاطب ان کے ارشادات کو شریعت کی سختی سمجھتا تھا مگر آپ دَر پردہ شریعت کے ساتھ طریقت کی منزل بھی طے کرا دینا چاہتے تھے۔ کیوں کہ آپ کی ذات بابرکات شریعت و طریقت کا حسین امتزاج و سنگم تھی۔ آپ سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ جو لوگ سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشاد و فتاویٰ پر عمل پیرا رہے اور ہیں وہ امن و امان میں ہیں، اور جن لوگوں نے عملاً اس سے رُخ پھیرا وہ مصائب و آلام کے شکار ہو گئے۔ دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی محترم و حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سنیوں کو سیدنا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت آقائے نعمت مجددِ اعظم کے مسلک اور سیدی سندی حضور مفتی اعظم ہند کے ارشادات و ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت سے بغض رکھتے ہیں ان کی اصلاح فرما دے۔

اعلیٰ حضرت سے محبت کرنے اور ان کے مسلک پر چلنے والوں کو اپنی نعمتوں، رحمتوں، برکتوں، مسرتوں اور شوکتوں سے مالا مال فرمائے، اور دارین کی عافیتیں نصیب کرے، قیامت کے دن ان کے زمرہ میں اُٹھائے۔ اس وقت ہماری زبانوں پر ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' جاری ہو۔ آمین اللھم آمین یارب العٰلمین بجاہ اشرف المرسلین و خاتم النبیین علیہ و آلہ و صحبہ ومن والاہ وعلینا معھم اعلی الصلوٰۃ و اولی التسلیمات الف الف مرۃ فی کل لمحۃ ولحظۃ الی یوم الدین۔

عبید المصطفیٰ محمد اشرف رضا قادری

دار العلوم امام احمد رضا، بمبئی ۱۱

۲۵ر محرام الحرام ۱۴۱۰ھ/ ۲۸ر اگست ۱۹۸۹ء، ایمان افروز دوشنبہ

☆☆☆

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

علماے باوقار! مخادیم ملتِ اسلامیہ، قابلِ احترام بزرگو! عزیز بچو! ہم اور آپ انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ؛ اپنے اور ساری کائنات کے مرکزِ عقیدت، آقائے دو جہاں، حضور سیّد عالم، تاج دارِ مدینہ، سرور کائنات، محمد رسول اللہ، ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں درودِ پاک کی نذریں پیش کریں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا سَرْمَدًا

ابھی آپ مخدومِ اہل سنت حضرت علامہ مفتی رجب علی صاحب مفتی نان پارہ(۱) سے ایک بڑا ہی پُرمغز معلومات افزا اور حقائق سے لبریز خطاب سماعت فرمارہے تھے۔ یہ ہمارے وہ بزرگ ہیں کہ جن کی زیارت کو میں اپنے لیے وجہِ سعادت سمجھتا ہوں۔ حضور مفتی اعظم کے تعلق سے بڑا احسان ہے ان کا میری زندگی پر۔ سرکار مفتی اعظم کے ہاتھوں میں میرا ہاتھ لے جانے والے حضرت علامہ مفتی نان پارہ ہیں، یہ وہ احسان ہے؛ جسے میں صبح قیامت تک نہیں بھول سکتا۔ انھیں کی ترغیب تھی، انھیں کا حکم تھا، کہ میں ندوہ سے جب فارغ ہوکر آیا تو میں نے سرکار مفتی اعظم ہند کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا۔ عقیدت تو پہلے سے بھی تھی چنانچہ بدعقیدگی کے ماحول میں جب بھی دلائل کی بنیاد پر کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو یہ تصوّر کافی ہوجاتا تھا کہ: قمر الزماں ہم اوپر ہیں اس لیے کہ مفتی اعظم ہمارے اوپر ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تصوّرِ شیخ پہلے سے قائم تھا، اس کا تحقق حضرت کے حکم سے ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ اتنی بڑی

(۱) مفتی نان پارہ کا وصال ۳؍ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ/ یکم اپریل ۱۹۹۸ء میں ہوا۔

دولت ہے کہ جس کا شکریہ ہمیں ادا کرنا ہی چاہیے۔ وہ اب بوڑھے بھی ہو گئے ہیں اور کمزور بھی ہو گئے ہیں۔

ہندُستان کی سرزمین پر ایک مدت تک مثبت انداز میں دین کی تبلیغ فرمانے والے حضرت علامہ سیّد انوار احمد صاحب شاہجہاں پوری یہاں تشریف فرما ہیں، جنھوں نے کم از کم نصف صدی تک ملتِ اسلامیہ کو دین کا شعور عطا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابھی یہی وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر کے یقیناً ہمیں مسرت بھی ہو رہی ہے اور خوشی بھی ہوتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ ایک شدید احساس بھی ہوتا ہے کہ یہ پاسبانِ اُمّت اب بوڑھے ہو گئے ہیں، اور ہمارے کمزور کاندھے پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے۔ خدا انھیں بہت زمانے تک سلامت رکھے۔ اتنے زمانے تک کہ ہم ایک طویل اور دراز زمانے تک ان سے استفادہ کرتے رہیں۔ کاش! ہمارے اندر بھی وہ تصلب، وہ تقویٰ، وہ طہارت، وہ عزیمتیں پیدا ہو جائیں جو ہمارے اسلاف کا حقیقی کردار ہے۔

آج ہم اور آپ 'شہیدِ اعظم کانفرنس' میں حاضر ہیں اور سرکار مفتی اعظم کی بارگاہ میں خراجِ احترام پیش کر رہے ہیں۔ میں جب یہاں آ رہا تھا تو سوچ رہا تھا کہ کیا نسبت ہے شہادت اور افتا میں، آج شہیدِ اعظم کے مقدس دن میں 'مفتی اعظم کانفرنس' کیوں منعقد کی جا رہی ہے؟ اس کی ایک وجہ تو حضرت کا وصال ہے اور دوسری وجہ جو میری سمجھ میں آئی؛ میرے اساتذہ میری اصلاح کریں اگر میں غلطی کروں، کہ میرے سرکار روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فقہا کے قلم کی سیاہی شہدا کے خون سے تولی جائے گی، ایک قدر مشترک مل گئی نا، ایک رشتہ سمجھ میں آ گیا نا؛ آج کی کانفرنس کا۔

عزیزانِ ملتِ اسلامیہ! آج ہم اس ذات کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے حاضر ہیں، جنھوں نے دلوں کو زندگی عطا فرمائی، اور شریعت کا قانون ہے ''من احیا ارضا فھی لہ'' جو کسی زمین کو زندہ کرتا ہے وہ زمین اس کی ملکیت ہوتی ہے، اگر انہوں نے ہمارے دلوں کی زمین کو زندہ فرمایا ہے تو یقیناً ہمارے دل ان کی ملکیت ہیں، اور جس کی ملکیت ہیں انھیں کی بارگاہ میں نذرِ غلامی پیش کرنے کو حاضر ہو گئے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند کے رُخ زیبا (کی زیارت)؛ اور ان کی خدمت میں حاضری کا شرف ہمارے اکابرین کو جتنا میسر ہوا؛ ظاہر ہے اتنا مجھے نہیں ہوا، لیکن قسم خدا کی ہم چند ساعتوں کو اپنی زندگی کی سب سے قیمتی متاع سمجھتے ہیں، جب ہم نے یہ جرأت کی تھی کہ ہماری گنہگار نگاہیں ان کے پاکیزہ چہرے کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ دیکھ سکے یا نہ دیکھ سکے آج تک مجھے یاد نہیں ہے مگر کوشش کی ہے دیکھنے کی۔ جتنے لوگوں نے حضور مفتی اعظم کی زیارت کی ہے وہ ذرا سوچ کے دیکھیں کہ کیا واقعی انہوں نے ان کو دیکھا ہے؟ تابِ نظارہ لا سکے ہیں؟ کیا بھرپور دیکھنے کی طاقت تھی؟ کیا ان کے گرد کردار و عمل کا ایک ہالہ نہیں تھا، جو حجاب بن گیا تھا دیکھنے والوں کے درمیان میں اور مشہود کے درمیان میں؛ جرأت نہ تھی کہ انھیں دیکھا جائے لیکن دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اگر کوئی دیکھنے والا ان کو ہوگا تو یقیناً وہ ہمارے لیے بہت محترم ہوگا اس مجلس میں، عزیزانِ ملت اسلامیہ! دُنیا انھیں مفتی اعظم ہند کے نام سے یاد کرتی ہے، بلاشبہ یہ ان کا ایک عَلَم ہے جو مشہور ہو گیا ہے، لیکن اگر آپ مجھے کہہ لینے دو تو ذرا بے باک ہو کر یہ عرض کروں گا اور اپنے مشاہدے اور حقائق کی روشنی میں کہوں گا؛ جب تک ہم نے ہندُستان کو دیکھا تھا، یہاں کے دارالافتاء کو دیکھا تھا، درس گاہوں کو دیکھا تھا۔ خانقاہوں کو دیکھا تھا، اس وقت تک ہم سمجھتے تھے کہ وہ مفتی اعظم ہیں۔ مفتی اعظم ہند ہیں۔ لیکن! جب ہم ہندُستان سے باہر نکلے اور ہم نے عرب کی سرزمین پر قدم رکھا۔ ہم نے مصر کے دارالافتاؤں کو دیکھا۔ سیریا کی درس گاہوں کو دیکھا۔ لیبیا کے 'زوایا' کو دیکھا اور خانقاہوں کو دیکھا، اور مراکش کے دارالافتاء کا جائزہ لیا۔ دارِ بیضا کا مطالعہ کیا۔ فاس جو مدینۃ الاولیاء ہے وہاں کے بسنے والوں کو دیکھا۔ پھر عرب و عجم کا جائزہ لیا تو مجھے بے ساختہ کہنا پڑا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

قسم خدا کی (اُن کے عہد میں) حضور مفتی اعظم ہند کا جواب دُنیا میں کہیں نہیں تھا۔ وقت ہوتا تو بڑی تفصیل سے بتاتا کہ دُنیا آج فقہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ دُنیا آج فقہ مالکی کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ دُنیا آج فقہ امام شافعی کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ دُنیا

فقہ امام احمد بن حنبل کے ساتھ آج کیا کر رہی ہے۔ مقلدین کے ہاتھوں سے اپنے امام کے مقدس فیصلوں کا جو حشر ہو رہا ہے وہ اتنا عبرت ناک ہے، اتنا عبرت ناک ہے کہ جب ہم اسے سوچتے ہیں تو انجام سے ڈر لگتا ہے اور مستقبل بڑا ہولناک سامنے آ رہا ہے۔ آج ہم پر یلغار ہے بیرونی ثقافت کی۔ یلغار ہے بیرونی تہذیب کی۔ یلغار ہے بیرونی مسائل کی۔ یلغار ہے بیرونی فکروں کی۔ یلغار ہے نئے مسائل کی۔ جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا جا رہا ہے؛ نئے نئے مسائل سامنے آتے جا رہے ہیں۔ اس میں دو طبقہ فکر ہے، ایک طبقہ تو وہ ہے جو خاموش ہے اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ دُنیا میں جتنی بھی لذتیں ہیں، دُنیا میں جتنی بھی اباحتیں ہیں۔ دُنیا میں جتنی بھی سہولتیں ہیں۔ دُنیا میں جتنی بھی کیفیتیں ہیں۔ دُنیا میں جتنے بھی جلوے ہیں۔ جھوٹے نگوں کی ریزہ کاریاں ہیں۔ دُنیا میں جتنے بھی ایسے امکانات ہیں جو انسان کی ظاہری زندگی کو مزین کر سکیں انھیں حاصل کرنے کے لیے رُخصتیں تلاش کی جائیں۔ اباحتیں تلاش کی جائیں۔ اگر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک میں مل نہ سکے تو امام مالک کا دامن تھاما جائے۔ وہاں میسر نہ آ سکے تو امام شافعی کی بارگاہ میں حاضری دی جائے۔ وہاں بھی اگر میسر نہ ہو سکے تو امام احمد بن حنبل کے گھر بھاگا جائے۔ اگر وہاں بھی میسر نہ آ سکے تو حالات کا تقاضا کہہ کر کے اور زمانے کی ضرورت کہہ کر کے یہ تسہیل پیدا کر دی جائے کہ کوئی بھی ضعیف حدیث، کوئی بھی کمزور جزئیہ کہیں سے بھی مل جائے خواہ وہ کوئی ظاہری ہی کیوں نہ ہو، خواہ وہ غیر مقلد ہی کیوں نہ ہو، اس کو سہارا بنا کر نئے اُصول تراشے جائیں، نئی بنیادیں رکھ دی جائیں۔ پوری دُنیا میں یہ اَلمیہ پھیلا ہوا ہے۔ اعضا کی پیوند کاری، خون کا ڈونیشن (Blood Donation) اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل، نئے مشاہدات۔ دُنیا کی نئی لذتوں سے آشنائی، یہ وہ مسائل ہیں جو پوری دُنیا کے لیے ایک سوالیہ نشان بنے ہوئے ہیں۔

آج کا مفتی از ہر سے لے کر مراکش تک اِس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ مغرب کی تسکین کے لیے، یورپین قوموں کے ذہنوں کو مطمئن کرنے کے لیے، اپنی نئی نسلوں کو آوارہ کرنے کے لیے، حجاب کو اُٹھا دینے کے لیے، بے حجابی کو عام کرنے کے لیے، قرآن و حدیث

کی جتنی بھی ممکن تاویلیں کی جاسکیں؛ تاویلیں کی جائیں اور نئے زمانہ کو موقع دیا جائے کہ وہ ہمارے گھروں میں گھس جائے، نئے جلوؤں کو مخاطب کیا جائے کہ آؤ اور ہمارے چہروں کا وقار لوٹ لو، ہمارے ذہنوں کی آبرو لوٹ لو۔ اور ہمارے نفس کی پاکیزگی کو لوٹ لو، انھیں بلایا جائے اور کہا جائے ہم تمہارے ساتھی ہیں۔ ہم نئے زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں، ہم نئے زمانے کے تقاضوں کا ساتھ دینے والے ہیں۔ قرآن بھی اس کی تائید کر رہا ہے، حدیث بھی اس کی تائید کر رہی ہے۔ معاذ اللہ! قرآن و حدیث کے باب میں اتنے جری ہو گئے ہیں، اتنے جسور ہو گئے ہیں کہ تفسیر بالرائے کے انبار لگا دیئے گئے ہیں۔ سید قطب کی مشہور تفسیر 'ظلال القرآن' کا جائزہ لو، اور دوسری تفاسیر کا جائزہ لو۔ سید عبدہ کی تفسیر کا جائزہ لو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ انہوں نے نئے زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مستشرقین یورپ اور Orientalist سے مرعوبیت کی بنیاد پر، اور یورپ کے سامنے معذرت خواہانہ ذہن پیش کرنے کے لیے، حضور! ہمارے فقہا نے غلط سمجھا تھا۔ سرکار! ہمارے مفسرین نے غلط سمجھا تھا۔ آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ قرآن کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ اور اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں ہے۔ آج یہ معذرت کی جا رہی ہے۔ اسلام کو معذرت کا مذہب بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلام کو منزل اعتذار میں لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔

اے سرکار مفتی اعظم ہند! ہم آپ کی عظمتوں کے قربان کہ زمانہ رُخصتیں تلاش کر رہا ہے۔ جواز تلاش کر رہا ہے۔ مذبوحی حرکتیں کر رہا ہے۔ اباحتیں تلاش کر رہا ہے۔ دارالافتاء بک گئے ہیں۔ درس گاہیں فروخت ہوگئی ہیں۔ اور قوموں کا وقار یقیناً غیروں کے دروازہ پر قربان کیا جا رہا ہے۔ مگر آپ نے مسائل میں ہمیشہ عزیمتوں کا راستہ دکھایا ہے، رُخصتوں کا راستہ نہیں دکھایا ہے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! قسم خدا کی؛ آج اگر سرکار امام ابوحنیفہ اپنی ظاہری زندگی کے ساتھ جلوہ افروز ہو جائیں تو یقیناً اپنے اس روحانی فرزند کو اپنی آنکھوں سے لگا لیں گے۔ یقیناً اپنے سینوں سے لگا لیں گے۔ اس لیے کہ آج بھی بریلی کا دارالافتاء دراصل بریلی کا دارالافتاء نہیں ہے؛ بلکہ بغداد میں امام اعظم کے دارالافتاء کی ترجمانی کر رہا ہے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میری نظر دُنیا کے تمام دارالافتاء کے اوپر ہے۔ دُنیا کی تمام درس گاہوں کے اوپر ہے۔ اور دُنیا کے تمام اداروں کو میں نے دیکھا ہے۔ ہزاروں سوالات کیے جاتے ہیں یورپ سے، اور عالم یہ ہے کہ ہر سوال کا ایک نیا جواب آتا ہوا نظر آتا ہے۔ شریعت کو بازیچۂ اطفال بنا دیا گیا ہے۔ کھلونا بنا دیا گیا ہے۔ اگر راہیں متعین ہوتیں اور خطوط متعین ہوتے، اگر استخراج مسائل کے ضوابط متعین ہوتے۔ اگر اسلاف کے طریقوں پر عمل کیا گیا ہوتا۔ اگر اُصولِ فقہ کی رعایتیں کی گئی ہوتیں تو نئے مسائل کے سلسلے میں بھی یقیناً مناسب اور صحیح جواب دیا جاتا، مگر اُصولِ فقہ کی رعایت کرتے ہوئے، شریعت کی بنیادوں کی رعایت کرتے ہوئے، لیکن اگر آپ نے اُصولِ فقہ پڑھا ہے، اور آپ کے سامنے 'اُصول الشاشی' اور 'نورالانوار' ہے تو میں آپ سے کہوں گا، میرے علما! آپ کبھی اس مصری اسکالر کی وہ کتاب 'المدخل للمعروف الدوالیبی' پڑھ لیجیے۔ اُصولِ فقہ میں آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اجتہاد کے نام پر اس نے وہ غنڈہ گردی کی ہے کہ ملتِ اسلامیہ سے یقیناً تصلب کا دامن چھوٹ رہا ہے۔ یقیناً تصلب کا دامن چھوٹ چکا ہے۔ اس نے اصل رابع قیاس کے بجائے اجتہاد لکھ کر کے اس نے تمام بنیادوں سے ہٹ کر کے نفس اجتہاد پر زور دیا ہے۔ آوارہ اجتہاد، بے لگام اجتہاد، بے مقصد اجتہاد، ذہنوں کی آوارگی اجتہاد، ذہنوں کی عیاشیوں کی بنیاد پر مسائل پیدا کرنے والے یہ مجتہدین آج شریعت کا چہرہ مسخ کر رہے ہیں۔ اگر امام اعظم ابوحنیفہ کے مقدس مسلک کے پیروکار۔ اگر سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دامن میں پناہ لینے والے بیدار نہیں ہوئے تو قسم خدا کی پوری دُنیا میں شریعت کا چہرہ مسخ ہو جائے گا۔ بریلی تنہا ہندُستان کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بریلی تنہا اپنے ماحول کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بریلی تنہا وہ مقام ہے جہاں سے فقہ کی آبرو رکھی جاتی ہے۔ اُصولِ فقہ کی آبرو رکھی جاتی ہے۔

یہ میں جذباتی بنیادوں پر نہیں بول رہا ہوں۔ وہ درد ہے جو میں بول رہا ہوں، وہ اضطراب ہے جو میں بول رہا ہوں۔ وہ بے چینی ہے جو میں بول رہا ہوں۔ اگر ہم نے شریعت کو ان اطفال روزگار کے حوالہ کر دیا۔ اگر ہم نے شریعت کو ان کے حوالہ کر دیا تو یقین جان

لیجیے یہ مغرب زدہ لوگ، یہ مغرب کے ڈَسے ہوئے لوگ، یہ یورپین زَدہ لوگ شریعت کا چہرہ مسخ کر دیں گے اور اگلی نسلیں پہچان بھی نہ سکے گی کہ ہمارے اُصول کیا تھے، ہمارے مسلمات کیا تھے، ہماری فروعات کیا تھیں۔ ہم کس طرح مسائل کو مستنبط کرتے تھے۔ احادیث اور قرآن کے ذخیرے سے ہم کس طرح مسائل کا استخراج کرتے تھے، ایسے بے لگام ہو گئے ہیں کہ قرآن کی کسی بھی آیت کریمہ کو اگر ان کی خواہش کے مطابق ہے تو چودہ سو برس کی متواتر تفسیر سے ہٹ کر کے وہ اپنا ذہن پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قرآن کو تفاسیر کی روشنی میں نہیں دیکھا جارہا ہے۔ نہ 'مدارک' کی روشنی میں دیکھا جارہا ہے، نہ 'جلالین' کی روشنی میں دیکھا جارہا ہے، نہ دوسری تفاسیر کی روشنی میں دیکھا جارہا ہے۔ آج قرآن کو اپنے بنائے ہوئے ذہن کی روشنی میں دیکھا جارہا ہے۔ بہت مشہور تفسیر جو آج کل شائع ہوئی ہے شیعوں کی جانب سے، بیس جلدوں میں، خواہ اس تفسیر کا مفسر ہو یا 'ظلال القرآن' کا مفسر ہو، یا سیّد محمد عبدہ ہو، یہ وہ لوگ ہیں جو مستدل بن چکے ہیں۔ جن کے حوالے دیے جاتے ہیں۔ جن کے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ اور ہمارے بھی کچھ نادان علما ان کے زہر اور ان کی خطرناکیوں سے بے نیاز ہوکر کے ان کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ ہمارا بریلی ہمارے لیے کافی ہے، ہمارے فقہا ہمارے لیے کافی ہیں۔ ہمارے امام شامی ہمارے لیے کافی ہیں۔ اور دوسرے ائمہ ہمارے لیے کافی ہیں۔ 'فتح القدیر' کے مصنف ہمارے لیے کافی ہیں۔ 'فتاویٰ ہندیہ' کے مرتبین ہمارے لیے کافی ہیں۔ ہمیں کسی اور آستانے پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نئے مسائل کے سلسلے میں بھی فقہ اسلامی نے کچھ راہیں کشادہ فرمائی ہیں۔ طریقہ یہ ہے اور بنیاد یہ ہے کہ پرانی بنیاد کو سامنے رکھ کر، پرانے اُصولوں کو سامنے رکھ کر اجتہاد کیا جائے گا، رائے قائم کی جائے گی، لیکن بنیادیں پرانے ذخیروں ہی سے فراہم کی جائیں گی، کوئی ایسی رائیں مردود ہوں گی جس کی اصل پیچھے نہ مل رہی ہو، ماضی میں نہ مل رہی ہو۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! آج کے دور میں امام اعظم کی شخصیت سب سے مظلوم شخصیت ہے۔ ایسی مظلوم شخصیت ہے کہ کہیں معاذ اللہ فتنے کا دروازہ کہا گیا ہے۔ کہیں

معاذ اللہ ان کے شاگرد امام ابو یوسف، امام محمد کو بادشاہوں کا خریدا ہوا کہا جا رہا ہے، کبھی ان کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ انھوں نے ملت اسلامیہ کے سیلِ رواں کو آج تک جامد رکھا ہے اور اس کی بنیاد پر اسلام کے اندر وہ ترقی نہیں ہو سکی ہے جو ہونی چاہیے تھی۔ یہ ہزاروں نام دیے جا رہے ہیں، اور اس نام کے پیچھے پیٹرو ڈالر کی وہ قوت ہے جو یقینی طور پر یہ چاہتی ہے کہ تقلید کا نظام منتشر ہو جائے، مقلدین کا شیرازہ منتشر ہو جائے۔ تقلیدی فکر منتشر ہو جائے اور وہ بے لگام آزادی جو قرآن کے اندر بھی اپنی فکر کو داخل کر دے اور حدیث کے اندر بھی تحریف کرتی ہوئی نظر آئے۔ اسی بے لگام آزادی کی بنیاد پر فتاویٰ بھی دیے جائیں اور شریعت کے مسائل بھی بیان کیے جائیں۔

آپ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیجئے! اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے والے! اعلیٰ حضرت کا دن منانے والے! سرکار مفتی اعظم ہند کے قدموں سے احترام کی نسبت قائم کرنے والے، ذمہ داریاں بے پناہ ہے ہمارے لیے، کبھی آپ نے سوچا کہ خانقاہیں پوری دُنیا میں قائم ہیں۔ اسلام فطرت ہے، اور بلاشبہ اسلام فطرت ہے تو سنیت بھی فطرت ہے۔ آپ پوری دُنیا میں چلے جایئے، آپ کو خانقاہوں کا نظام ملے گا۔ آپ کو درس گاہوں کا نظام ملے گا۔ آپ کو درسِ نظامیہ کی کتابیں اسی طرح لوگوں کو پڑھاتے ہوئے ملیں گے۔ 'علم غیب' کے مسئلہ پر بحث کرتا ہوا دیکھیں گے۔ آپ یہ ساری باتیں پائیں گے۔ مگر آپ خانقاہوں کو خاص طور سے دیکھیے۔ سعودی عرب کو مصر کی خانقاہوں سے کوئی ڈر نہیں ہے، حالاں کہ احمد زکی کی قبر شریف وہ ہے جہاں کم وبیش چالیس لاکھ افراد حاضری دیتے ہیں۔ پورا افریقہ سمٹ آتا ہے۔ دُنیا میں اتنا بڑا عرس کہیں نہیں ہوتا۔ اسی طرح لیبیا کے 'زوایا' آج بھی قائم ہیں۔ فاس کو 'مدینۃ الاولیاء' کہا جاتا ہے۔ اور چپہ چپہ پر اولیا کی مزارات ہیں۔ اولیاے کرام کے نشانات ہیں۔ دارِ بیضا جو مراکش کا ہے، وہاں آپ ہزاروں قبے دیکھیں گے۔ عراق میں جایئے تو بغداد مقدس سے لے کر کربلاے معلیٰ تک عراق کو 'قبوں کا شہر' کا جاتا ہے۔ مدینۃ القبات کہا جاتا ہے۔ 'مدینۃ القبات الخضراء' کہا جاتا ہے۔ ہر قبہ سبز ہے اور ہر مزار پر قبہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بھی مراسم ادا کیے جاتے ہیں۔ وہاں بھی رَسمیں ادا کی جاتی ہیں۔ مگر سعودی

عرب کو عراق سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو مصر سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو شام سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو فاس سے کوئی خطرہ نہیں۔ سعودی عرب کو نائیجیریا سے کوئی خطرہ نہیں۔ سعودی عرب کو سوڈان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو ایتھوپیا سے کوئی خطرہ نہیں ہے، سعودی عرب کو دوسرے کسی بھی اسلامی ممالک سے خطرہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہاں تو رَسمیں ہیں مگر رَسموں کے ساتھ استدلال کی قوت نہیں ہے۔ انھیں سمجھانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ رَسمیں موجود ہیں مگر رَسموں کو ثابت کرنے کی قوت نہیں ہے، آج اگر پورا سعودی عرب امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خلاف لگا ہوا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امام اہلِ سنّت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے مراسم اسلامیہ کو استدلال کی زبان عطا فرمادی ہے، شعور کی زبان عطا فرمادی ہے، تصور کی قوت عطا فرمادی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جیسے جیسے ہمارا پٹروڈالر بڑھتا جائے گا ہم خانقاہ نشینوں کو خریدتے جائیں گے، ہم گدی نشینوں کو خریدتے جائیں گے۔ رابطۂ عالم اسلامی کا جائزہ لیجئے۔ حضرت علوی مالکی مدظلہ العالی (۱) کی کتابوں کا جائزہ لیجئے۔ اس رابطہ کے کئی مولویوں کی آپ کو باضابطہ تقریظات ملے گی۔ ایک طرف رابطہ میں سعودی تنخواہ دار بھی ہیں اور دوسری طرف میلاد و قیام کے جواز پر تقریظات بھی لکھتے ہوئے نظر آتے ہیں، صرف اس لیے اور صرف اس لیے کہ وہ اس جواز کے قائل تو ہیں مگر اس سعودی خطرہ کو اور وہابیت کو محسوس نہیں کر رہے ہیں، وہ ان کے دامن سے وابستہ بھی ہیں، ان کے دَر کے پروَردہ بھی ہیں۔ یہ تنہا اعلیٰ حضرت ہیں کہ ان کا دیوانہ اس کے پٹروڈالر کے قریب جانا بھی پسند نہیں کرتا اور اگر وہ دولت کا انبار بھی لگا دے تو وہ دامن نگاہ بچائے گزر جاتا ہے۔

آپ ذرا سوچو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ مسلمات دینیہ، یہ میلاد شریف، یہ قیام، یہ ایصالِ ثواب، یہ استمداد کوئی نئے مسائل نہیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے پہلے بھی تھے اور ہزاروں کتابیں اس موضوع پر پائی جاتی ہیں، لیکن اس کے خلاف وہاں کوئی تحریک نہیں پائی

(۱) علامہ سید محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال جمعہ مبارکہ ۱۵ / رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ میں ہوا۔ جنۃ المعلیٰ مکہ مکرمہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی کئی کتابیں عقائد و معمولاتِ اہلسنّت کی تائید میں مطبوع ہیں، جن میں 'مفاہیم یجب ان تصحح' نمایاں ہے، جس کا اردو ترجمہ 'اصلاحِ فکر و اعتقاد' کے نام سے مولانا یٰسین اختر مصباحی نے کیا۔ ہندو پاک سے یہ کتاب شائع ہوئی۔

جاتی۔ ہاں البتہ کویت کی مسجدوں میں؛ اسی طرح سے مڈل ایسٹ (Middle East) کی مسجدوں میں، اسی طرح سعودی عربیہ کی مسجدوں میں باضابط ہدایت دی جاتی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے ان کے زَرخرید مولوی وہاں خطبہ کس طرح دیتے ہیں؟ وہ نابینا جو اوپر سے بھی اندھا ہے اور اندر سے بھی اندھا ہے؛ وہ ظالم خطبہ لکھتا ہے اور وہی ایک خطبہ تمام مسجدوں میں پڑھا جاتا ہے۔ کسی مولوی کو یہ جرأت نہیں ہے کہ خطبہ اپنی طرف سے پڑھ سکے۔ کوئی بات اپنی طرف سے کہہ سکے۔ ان خطبات میں یہ کہا جاتا ہے البریلویہ بعد القادیانیہ یعنی قادیانیت کے بعد ہمارا سب سے بڑا محاذ یہ ہے کہ ہم بریلویت کو معاشرہ سے خارج کر دیں۔ آپ اندازہ کریں بریلی سے اس قدر لرزہ براندام کیوں ہیں؟ اس قدر کانپ کیوں رہے ہیں۔ اس لیے کہ اعلیٰ حضرت نے اور اعلیٰ حضرت کے تفقہ کی عملی مثال سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند نے دُنیا کے سامنے ثابت کر دیا ہے کہ پہاڑ اپنے مقام سے ہٹ سکتا ہے، مگر شریعت کا کوئی جزئیہ اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا۔ شریعت کا کوئی بھی مسئلہ اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتا۔ یہ وہ استقامت فی الدین تھی جو آج دُنیا کی نگاہوں میں کھٹک رہی ہے۔ جو آج دُنیا کی نگاہوں میں انھیں لرزہ براندام کر رہی ہے۔ آج بھی سعودی عربیہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر کوئی طوفان اس کے تخت و تاج کو للکار سکتا ہے، اس کے 'دارالبعوث' کو چیلنج کر سکتا ہے اور اس کے دارالافتاء کے لیے برق بن کر گر سکتا ہے تو وہ بریلی کا فتویٰ ہو سکتا ہے، یا بریلی کی زمین ہو سکتی ہے۔

میں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک طرف دُنیا بھر میں ہمارے خلاف سازشیں کی جا رہی ہیں۔ آپ ذرا سوچیں۔ دیوبند سرخمیدہ ہو گیا ہے۔ وہ بھی حنفیت کا دعویدار ہے مگر دولت کے لیے، سرمایہ کے لیے، اپنے مدارس کو چلانے کے لیے، حنفیت کے باوجود اگر وہابیت کا دفاع نہیں کر رہا ہے تو کم از کم اپنی حنفیت کا تحفظ تو کرتا۔ امام اعظم کے خلاف اُٹھنے والے حملوں کا جواب تو دیتا۔ لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ دیوبند کی چہار دیواری سے حنفیت کی تائید میں بھی کوئی آواز بلند نہیں ہو رہی ہے، اس لیے کہ ان کے آقاؤں نے پیسہ دے کر ان کا منہ بند کر دیا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم آپ کے غلام ہیں؛ آپ نے ہمیں ان لعنتوں سے بچا لیا ہے۔ نہ ہمیں ان کے پیسے کی ضرورت ہے۔ ہم جرأت و حق گوئی کی مثال

ہیں۔ آج بھی حنفیت کو تحفظ دیا جا سکتا ہے، اسلامی شریعت کو تحفظ دیا جا سکتا ہے تو اعلیٰ حضرت کے مشن کی بنیاد پر؛ حضور مفتی اعظم ہند کے مشن کی بنیاد پر۔

میں (یہ) عرض کرنا چاہتا ہوں (کہ) حنفیت کیا ہے؟ کبھی آپ نے اس کا جائزہ لیا ہے عالمی نقطۂ نظر سے! یاد رکھئے کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دَور میں کتابیں لکھی ہیں اور تفقہ سے کام لیا ہے، جس دَور میں اسلام پوری دُنیا میں پھیل رہا تھا۔ نئے نئے آفاق فتح ہو رہے تھے۔ نئی نئی زمین مفتوحہ ہو رہی تھیں۔ وہ زمانہ، اتحاد کا دَور تھا، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس اتباع میں انہوں نے اجتہاد کے دروازے کھولے اور عالم یہ ہے کہ زندگی کا کوئی گوشہ نہیں ہے کہ جس کے لیے کوئی جزئیہ نہ ملتا ہو، فقہ حنبلی بھی موجود ہے، فقہ شافعی بھی موجود ہے، فقہ مالکی بھی موجود ہے، لیکن جس قدر وسعت فقہ حنفی کو امام اعظم علیہ الرحمہ کے شاگردوں نے عطا کی ہے۔ کسی فقہ کو یہ وسعت حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیا میں جب بھی کبھی اسلامی نظام قائم کیا گیا تو وہاں کا قانون فقہ حنفی بنا۔

بتاؤں آپ کو! نورالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی یہ دو شخصیتیں ہیں، جنہیں دُنیا فراموش نہیں کر سکتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے باطل قوتوں کو ہمیشہ کے لیے سرخمیدہ کر دیا ہے۔ صلیبی جنگوں کا رُخ موڑ دیا ہے۔ پروڈلیس (Pradleves) کو ان کی زمینوں پر موت کی نیند سلا دیا ہے۔ اللہ کا یہ عظیم شیر اور اللہ کے دین کے عظیم خادم شافعی تھے۔ لیکن قربان جایئے، جب مصر میں اسلامی قانون کے نفاذ کا مسئلہ آیا تو تمام فقہا کی کتابوں کا مطالعہ کیا گیا، پھر متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ انفرادی لائف تو یقیناً فقہ امام شافعی کی متبع ہوگی لیکن حکومت کا قانون فقہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے مطابق ہوگا۔ ترکی کو آپ دیکھئے۔ ترکی عرب سے قریب ہے۔ ہندُستان سے قریب نہیں ہے۔ ترکی پر یقیناً فاس کا اثر ہونا چاہیے۔ ترکی پر مراکش کا اثر ہونا چاہیے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب طلیطلہ اُجڑا ہے، غرناطہ اُجڑا ہے تو اس کے بعد دو شہر آباد ہوئے ہیں۔ مراکش کا 'فاس' آباد ہوا ہے اور ترکی کا 'قسطنطنیہ' آباد ہوا ہے، اور وہاں شوافع تھے، حنابلہ تھے۔ یقیناً وہاں حنفی نہیں تھے۔ مگر قربان جایئے جب یقینی طور پر خلفائے ترکی نے یہ طے کیا کہ ایک عائلی قانون مرتب ہونا چاہیے۔ ایک حکومت کا نظام

مرتب ہونا چاہیے، پورے ترکی کا انفرادی واجتماعی دونوں قانون 'فقہ حنفی' مقرر کیا گیا۔ فقہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے اندر یہ خصوصیت ہے کہ اجتہاد کی جو راہیں انھوں نے متعین کی ہیں، جو اُصول وضع کیے گئے ہیں، اُس کی بنیاد پر یہ فقہ ہر دَور کے لیے قابلِ عمل ہے۔ ہر عصر کے لیے قابلِ عمل ہے۔ اب آپ بتاؤ اسلام کے دُشمن اس فقہ کا گلا گھونٹنا چاہتے ہیں، جو فقہ آج بھی مسلمانوں کو زندگی دے سکتی ہے۔ آج بھی انسانوں کے لیے نظامِ حیات فراہم کر سکتی ہے۔ آج بھی مسلمانوں کے لیے قانونِ زندگی دے سکتی ہے۔ تم ترکے کا قانون دیکھو، تم وراثت کا قانون دیکھو، تم زمین کا قانون دیکھو، تم جہاد کا قانون دیکھو، تم دارالحرب کا قانون دیکھو، تم موالات کا قانون دیکھو اور آگے بڑھ کر دیکھو، زندگی میں روابط کا قانون دیکھو، ذِمیوں کے مسائل دیکھو، زمین کی تقسیم دیکھو اور اس کے ساتھ ساتھ اور دوسرے مسائل دیکھو تو جتنا امام ابو یوسف کے یہاں شرح وبسط نظر آئے گا؛ کہیں اور نظر نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ وہ لوگ کسی حکومت کا نظام مرتب کرنے والے نہیں تھے۔ ان کو قدرت نے یہ موقع دیا تھا کہ حکومت کا نظام مرتب کریں۔ نظام حکومت ترتیب دیں۔ آج اس دُنیا میں کہیں کوئی اسلامی حکومت قائم ہوسکتی ہے تو فقہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی بنیاد پر۔

اگر غیر مقلدوں کو اجازت دی جائے، معاذ اللہ، اگر روافض کو اجازت دی جائے، اگر خارجیوں کو اجازت دی جائے، اگر نجدی سعودیوں کو اجازت دی جائے تو جتنے مفتی ہوں گے اتنی رائیں ہوں گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ معاشرہ بازیچۂ اطفال بن جائے گا۔ کوئی بھی معاشرہ زندہ نہیں رہ سکے گا اختلاف آرا کی بنیاد پر۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ آپ ذرا سوچو! کہ اس فقہ امام اعظم ابوحنیفہ نے ساڑھے بارہ سو سال تک دُنیا سے اپنی عظمت وحقانیت کا لوہا منوالیا۔ آج سعودی عرب اس کی سب سے بڑی مخالفت کر رہا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سب سے بڑی دفاع کرنے والی تھی۔ اگر آپ انہیں مجدد کہنا چاہیں تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔ ان اللہ یبعث علی راس کل مأۃ من یجدد لھا امر دینھا ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ اگر سعودی عرب فقہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو مردہ کرنا چاہتا ہے، اگر دُنیا کی باطل قوتیں غیر مقلدیت کو اُبھارنا چاہتی ہیں، تقلید کے خلاف

باضابطہ طور پر محاذ آرائی کی جا رہی ہے۔ خواہشاتِ نفس کی بنیاد پر شریعت (کو) بازیچۂ اطفال بنایا جا رہا ہے! ایسے موقع پر اصلاح وتجدید کا کارنامہ اگر کسی نے انجام دیا ہے تو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے انجام دیا ہے۔ معمولی معمولی مسائل پر چھوٹے چھوٹے جزئیات پر ان کا تصلب ایسا تھا کہ دل تڑپ اُٹھتا تھا۔ میں نے ان کی صحبت میں جو کچھ سیکھا ہے وہ یہ ہے کہ اذان خارجِ مسجد ہونی چاہیے۔ ہم کلکتہ کی زمین پر داخل ہوئے ہیں۔ مسجد بھی دوسروں کے تسلط میں ہے لیکن سرکار مفتی اعظم کی ہیبت سے امام ہٹ گیا ہے۔ اندر اذان ہو رہی تھی مفتی اعظم ہند باہر کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کر دیتے ہیں۔ چند ساعتوں میں سارا مجمع آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ ذرا سوچو! وہ مسائل جن کو امہات نہیں کہا جاتا ان میں جب تصلب کا یہ عالم ہے تو امہات مسائل میں تصلب کا کیا عالم ہوگا۔ امہات مسائل میں ان کی عظمت کا کیا عالم ہوگا۔ حضور مفتی اعظم ہند کی مقدس ترین زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ہم شریعت ان کے چہرۂ زیبا سے پڑھتے تھے۔ ہم شریعت ان کی رفتار سے پڑھتے تھے۔ ہم شریعت کو ان کی گفتار سے پڑھتے تھے۔ ہم شریعت کو ان کی نشست و برخاست سے پڑھتے تھے۔ اس قدر مجسم شریعت تھے کہ میں کہوں تو یہ غلط نہ ہوگا کہ عشق رسول اور سنت مصطفیٰ مجسم ہو جائے تو 'مصطفیٰ رضا' کی شکل میں مجسم ہو جائے گی۔ عجیب عالم تھا ان کی زندگی کا۔ ان کی ہر ہر اَدا شریعت کے مطابق تھی۔ ان کا ہر انداز شریعت کے مطابق تھا۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت کے مطابق تھا۔ اللہ اکبر! اس قدر باغیرت تھے شریعت مطہرہ کے معاملہ میں کہ جب بھی شریعت کے خلاف کوئی کام کرتا ہوا کسی کو دیکھتے تو روح مفتی اعظم تڑپ اُٹھتی تھی اور بے ساختہ وہ شمشیر برہنہ ہو جاتے تھے۔ ساتھ ہی وہ رافت کی مثال تھے، پیار کی تصویر تھے۔ وہ اپنے غلاموں سے محبت کرتے تھے۔ آپ نے ان کے دسترخوان کو دیکھا ہوگا، ان کے گھر کی زندگی کو دیکھا ہوگا، وہ خود خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ موجود نہ ہوں تو آپ کو بلوایا جاتا تھا۔ انہیں دسترخوان پر بیٹھایا جاتا ہے، ایک طرف پیار کا یہ سمندر تھا اور دوسری طرف یہی تصلب تھا کہ اگر کہیں کسی بھی مرحلے میں کسی نے عزیمتوں سے انحراف کیا تو اس وقت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی پیشانی پر بل پڑ گئے ہیں۔ بڑی سختی سے منع فرمایا

ہے، انہوں نے بڑی سختی سے روکا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ رونا ہی تشریف لائے۔ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پنکھا جھلنا شروع کیا۔ انہوں نے کہا کہ قمرالزماں ایسا نہ کرو میں اپنے اللہ کی بندگی کر رہا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ جب میں اپنے اللہ کی بندگی کر رہا ہوں تو کوئی میری غلامی کرتا ہوا نظر آئے، کیا کوئی اپنے آقا کی بارگاہ میں؛ کیا کوئی اپنے مولیٰ کے آستانے پر کوئی نوکر لے کر جائے گا؟ کیا کوئی آقا اس کو برداشت کرلے گا؟

عزیزانِ ملت اسلامیہ! میرے ذہن میں ایک تطفل آیا تھا۔ طفلانہ سوال آیا تھا کہ حضور طریقہ یہ ہے کہ کھانا اس طرح کھایا جائے کہ ایک پاؤں موڑ دیا جائے اور ایک پاؤں اُٹھالیا جائے اور اس طرح سے کھانا کھایا جائے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: قمرالزماں کیا خیال ہے تمہارا؟ کیا سوچ رہے ہو تم؟ یہ مرعوبیت ہے زمانے سے۔ یہ مرعوبیت ہے ماحول سے، یہ مرعوبیت ہے مغربیت سے، یہ مرعوبیت ہے نئے دَور سے۔ ہم ایک مستقل تہذیب کے مالک ہیں۔ ہمارا مولا اور ہمارا پروردگار ہر عالم میں ہمیں دیکھ رہا ہے، ہر لمحہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے۔ وہ شہید وبصیر ہے۔ اسی کے دسترخوان پر بیٹھ کر اسی کے سامنے اکڑ کر کھائیں گے۔ کیا یہ اندازِ بندگی ہے؟ کیا کوئی آقا اسے پسند کرے گا ہماری اداؤں سے تشخص پھوٹتا ہوا نظر آرہا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں؛ یہ علل مسائل کے ہیں، یہ علتیں ہیں فقہی جزئیات کی، کبھی آپ نے اس پر غور کیا! وہ صرف مسائل کے حامی نہیں تھے، وہ صرف مسائل کے راوی نہیں تھے، وہ صرف مسائل کے ناقل نہیں تھے، بلکہ معمولی مسائل کو بھی وہ شریعت کی علتوں سے سجا دینے کے مالک تھے۔ یہ محبوبیت تھی جو اور کسی کے اندر نظر نہیں آئے گی۔ کسی اور کے آستانے پر نظر نہیں آئے گی۔ کسی اور کی بارگاہ میں نظر نہیں آئے گی۔

اللہ اکبر! حضور مفتی اعظم ہند تعویذ لکھا کرتے تھے۔ شب وروز اللہ کے دین کا کام کرتے تھے، آپ نے سنا وہ تعویذ لکھا کرتے تھے، ماشاء اللہ شفا ہوتی تھی۔ ایک خلق تھی جو ان کے قدموں میں حصولِ شفا اور حصولِ برکت وضرورت کے لیے حاضر ہوا کرتی تھی۔ آپ نے تعویذ کے فلسفہ پر غور کیا۔ سُنیئے! جتنی بھی تعویذات سرکار مفتی اعظم ہند نے لکھی ہیں ان

تعویذات میں یا تو اللہ کا ذکر ہے یا میرے سرکار دو جہاں ﷺ کے اسمائے طیبات ہیں۔ اعداد کی صورت میں ہے تو بھی اور اگر الفاظ کی صورت میں ہیں تو بھی۔ گویا ایک عاشق سوتے جاگتے چلتے پھرتے کار میں اور ٹرین میں ہر مقام پر اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ یہ تعویذ ہی نہیں تھا اللہ کا ذکر تھا، میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جو وہ لکھتے تھے اسے ہمیشہ اپنی زبان سے ادا بھی فرماتے تھے۔ کیا گزشتہ صدی میں تم کو کوئی ایسا ذاکر ملا ہے جس نے سونے کے دو یا تین گھنٹے کے علاوہ بقیہ بیس گھنٹوں میں مسلسل ذکر کیا ہو، چلتے پھرتے ذکر کیا ہو، اُٹھتے بیٹھتے ذکر کیا ہو، سوتے جاگتے ذکر کیا ہو، ذکر کا یہ مزاج تھا کہ ان کا نفس جاری ہو گیا تھا، ان کا قلب جاری ہو گیا تھا، ان کی روح جاری ہو گئی تھی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ جو ہجوم عوام میں گھرا ہوا ہو عوام سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں مگر ذکر کا مزاج الگ ہوتا ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ سرکار کا عجیب عالم ہے ہم تو گھبرا جاتے ہیں؛ لوگ پریشان کرتے ہیں، اور تعویذ پر تعویذ مانگتے ہیں مگر آپ نہیں گھبراتے۔ ہاں! کبھی کبھی غصہ ہوتے تھے۔ مگر جس پر جلال فرمایا اس کی تقدیر سنوار دی۔ ایک گھنٹہ کوئی نہ آئے تو مضطرب بھی ہو جاتے تھے، بے چین بھی ہو جاتے تھے۔ یہ بے چینی کیوں تھی؟ اس لیے کہ ذکر سے کچھ دیر تک تعلق چھوٹا رہتا تھا وہ اپنے قلم سے ذکر کرنا چاہتے تھے، جو لکھتے تھے اسے اپنی زبان سے دہرایا کرتے تھے، جنہوں نے قریب سے دیکھا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تعویذ نگاری کا اضطراب نہیں تھا۔ ظاہر میں اس کے سبب سے مضطرب دیکھا جاتا تھا، مگر اضطراب عدم ذکر کی وجہ سے تھا۔ ذکر سے دور ہونے کا اضطراب تھا۔ اپنے اللہ کی بارگاہ میں حضوری کے احساس سے جدا ہونے کا اضطراب تھا۔ وہ تعویذ لکھتے وقت بھی خود کو خدائے جبار و قدوس کی بارگاہ میں حاضر محسوس کرتے تھے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! قابلِ احترام بزرگو! اور دوستو! تعویذ تو دراصل ایک وسیلہ تھا۔ تعویذ کے ذریعہ سے وہ اُمّت مسلمہ کے دلوں کی دُنیا کو ہموار کیا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے بریلی سے لے کر کیشکال کی پہاڑیوں تک؛ دھمتری کے علاقوں تک؛ اور بہت سے وحشی علاقوں میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ان کے گرویدہ ہوتے تھے اور دل ان کے قدموں میں نذر کرتے چلے جاتے تھے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ باطل تحریکات کا جائزہ لو، قادیانیت کی تبلیغ کا جائزہ لو، وہابیت کے نظم کا جائزہ لو، مودودیت کی تنظیم کا جائزہ لو۔ ہم بکھرے ہوئے منتشر نظر آتے ہیں؛ مگر اے سرکار مفتی اعظم ہند! ان کے پاس تحریکیں اور تنظیمیں تھیں اور آپ کے پاس ایک خموش گویائی تھی، جس نے ہندُستان کی تقدیر بدل دی اور زمانے کا مقدر بدل دیا۔ ذرا سوچو! کیا تم نے ایسے خاموش کو دیکھا ہے، جو اتنا عظیم ناطق ہو کہ دُنیا کے بولنے والے ان کی بارگاہ میں لغزیدہ حاضر ہوتے تھے۔ دھڑکتے دل کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں، کانپتے ہوئے حاضر ہوتے تھے۔ وہ ایسا خموش انسان تھا، وہ ایسا خاموش بزرگ تھا؛ وہ ایسا خاموش اللہ کا ولی تھا، وہ خاموش تھا مگر اس کی پلکیں شریعت کی وضاحت کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ پیشانی کی شکنیں شریعت کی دَفعات بولتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ چہرے کا اُتار چڑھاؤ شریعت کا جمال پیش کرتا ہوا نظر آتا تھا، پیشانی پر پھیلا ہوا سویرا شریعت کے کمال کا نمائندہ تھا اور زندگی کے میدان میں اُٹھتا ہوا قدم شریعت کے خطوط کو واضح کرتا تھا۔ میں مبالغہ نہیں بول رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ! اگر تم نے پچاس و چالیس سال تک دیکھا ہے؛ مولانا مفتی رجب علی صاحب کو دعویٰ ہے، اور سچ ہے یقیناً یہ وہ ہیں جنھوں نے چالیس سال سے دیکھا ہے، یہ مجھے بتادیں کہ کیا میرے سرکار، حضور مفتی اعظم کا ایک قدم بھی کبھی شریعت کے خلاف دیکھا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ ایک لمحہ کی بات نہیں ہے، یہ دو لمحہ کی بات نہیں ہے، عزیزانِ ملت اسلامیہ! یہ وہ ذات عالی وقار ہے؛ کہ جس کی عبادت کا یہ عالم تھا، جس کی بندگی کا یہ عالم تھا کہ سجدے ان کی پیشانی میں اضطراب بن کر تڑپتے رہتے تھے۔ نماز کا وقت ہوتا تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اضطراب کا ایک طوفان اُٹھ پڑا ہو۔ کھڑے ہو جاتے تھے، خدائے قدیر وقدوس کی بارگاہ میں جھکتے تھے۔ اگر کبھی وقت کم ہوتا ہوا نظر آتا تو ان کی آنکھوں میں کتنے ہی بار چھلکتے ہوئے پیمانے دیکھے گئے ہیں۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے الہ آباد پل پر الہ آباد سے لال گوپال گنج جاتے ہوئے؛ میں بھی اس بس پر موجود تھا۔ سرکار مفتی اعظم ہند کے قدموں میں موجود تھا۔ سورج کسی حد تک زَرد ہو رہا تھا۔ ابھی وقتِ

مکروہ داخل نہیں ہوا تھا، آپ نے فرمایا: قمرالزماں ڈرائیور سے کہو کہ بس روک دے۔ میں نے کہا سرکار میں کوشش کرتا ہوں۔ میں ڈرائیور کے پاس گیا وہ ہندو تھا، اس نے کہا کہ یوں ہی دیر ہو چکی ہے، میں تمہاری نماز کے لیے وقت نہیں دے سکتا۔ ابھی وہ کہہ یہ رہا تھا کہ پل کی چڑھائی پر بس کا ٹائر بھرسٹ ہو گیا۔ بس رُک گئی اور سرکار مفتی اعظم ہند نے کسی کا انتظار نہیں کیا۔ اسّی سال کے بوڑھے نے اپنے ہاتھوں میں لوٹا لیا اور پل کی بلندی سے (آپ نے دریا گنگا کی ترائی دیکھی ہو گی) اس میں بے ساختہ اُترتے چلے گئے۔ قدم کیچڑ میں چھپ گئے مگر آپ نے وضو فرمایا اور اللہ کا سجدہ ادا کیا۔ ادھر ٹائر بدلا گیا، پھر بس چلتی ہوئی نظر آئی، ایسے کتنے ہی مشاہدات ہمارے سامنے ہیں، اگر ہم سے کہیں کسی نماز کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جاتی تھی؛ تو سرکار کا چہرہ بول دیتا تھا کہ: قمرالزماں جرم کر کے آئے ہو، اپنے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! انبساط نہیں ہوتا ان کے چہرہ پر، مسرتوں کا سویرا نہیں ہوتا تھا ان کے چہرہ پر؛ دین کی یہ غیرت اور دین کی عظمت صرف یقینی طور پر حضور مفتی اعظم ہند کا حصہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پروردگار عالم نے ان کا ایک سجدۂ بندگی بھی قضا نہیں ہونے دیا۔ عالم سکر کے وہ حالات بھی آپ کے سامنے ہوں گے جب تین سال تک مفتی اعظم ہند استغراق کی حالت میں تھے۔ اللہ کے بہت سے بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے۔ یہ زندگی کا وہ مرحلہ ہے کہ وہ ہوتے ہیں اور ان کا خدا ہوتا ہے۔ وہ ہوتے ہیں اور مشہودِ حقیقی ہوتا ہے۔ انھیں موقع نہیں ہوتا ہے کہ اغیار کی طرف توجہ کریں۔ توحید کا جلوہ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے اور اس میں ڈوبے ہوتے ہیں، میرے سرکار مفتی اعظم ہند تین سال تک ڈوبے رہے استغراق کی حالت میں؛ جسے میں سکر کہتا ہوں، میرے سرکار مفتی اعظم بوقتِ نماز عالم صحو میں آجاتے تھے، جب نماز کا وقت ہوتا تھا استغراقی کیفیت ختم ہو جاتی تھی۔ خدا کی قسم مجھے بتاؤ! کیا عصر جدید میں اور بھی کوئی ایسا ولی گزرا ہے کہ جسے نماز کے احساس کا خیال اسے عالم شہود سے عالم غیب میں لا کر کے خدا کی بندگی کے لیے کھڑا کر دے، یہ حضور مفتی اعظم ہند کی خصوصیت ہے، آپ نے بھی دیکھا ہو گا، ان کا مطالعہ کرنے والوں نے دیکھا ہو گا۔ یہ میرا

دَرد ہے کہ سرکار کے ان آخری لمحات میں یہاں میں موجود نہیں تھا، اور خدمتوں سے فیض یاب نہ ہو سکا، لیکن جتنی زندگی میں نے دیکھی ہے اس سلسلے میں مَیں بتاتا ہوں کہ بہت سے وحشی علاقوں میں ان کے ساتھ میں نے سفر کیا ہے؛ ایسے علاقوں میں سفر کیا ہے، جن علاقوں میں دانشور نہیں رہتے ہیں، جن علاقوں میں سمجھنے والے لوگ نہیں رہتے ہیں، مدھیہ پردیش کے جنگلوں سے بارہا ہم لوگ گزرے ہیں اور اُڑیسہ کی طرف جاتے ہوئے سلطان التارکین حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی طرف جاتے ہوئے؛ ہم نے کئی بار دیکھا ہے کہ چلو شہروں میں حضور مفتی اعظم کی آمد کا اعلان لاؤڈ اسپیکر سے ہو جاتا ہے؛ پوسٹر سے ہو جاتا ہے؛ مگر جنگلیوں کو کون بتا دیتا ہے کہ تاجدارِ ولایت گزرنے والے ہیں، تاجدارِ اہل سنت گزرنے والے ہیں۔ میں کتنے جنگلوں سے گزرا ہوں ان کے ساتھ اور جنگلیوں کو ایک ایک میل تک ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا دیکھا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں: کائنات کی نہ معلوم کتنی حقیقتیں ان کی ولایت کی گواہی دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان کی عظمت کی گواہی دیتے ہوئے نظر آتی ہیں۔ ان کے تفقہ کا یہ عالم ہے کہ حضرت علامہ مفتی رجب علی صاحب قبلہ تائید کرتے ہوئے نظر آئیں گے، میں نے تو سنا ہی ہے اپنے بزرگوں سے، اور کبھی کبھی بیٹھ کر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، مگر یہ میری نادانی ہے کہ اکتسابِ فیض نہ کر سکا۔ اللہ اکبر! اگر تم دو خط مختلف مضامین کے لکھوانے چاہو تو بیک وقت یقیناً املا نہیں کرا سکتے ہو۔ املا کا مزاج بڑا نازک ہوتا ہے۔ اگر ایک خط تم اپنے گھر کے بارے میں لکھوانا چاہو اور ایک خط کھیتی باڑی کے بارے میں لکھوانا چاہو۔ دو کاتب ہوں۔ ذہن تمہارا موجود ہے۔ مضمون تمہارے ذہن میں ہے، لیکن لکھاتے وقت گڑبڑا جاؤ گے۔ کبھی اس کو ایک جملہ بول دو گے، کبھی دوسرے کو اس کا جملہ بول دو گے لیکن سیدی سرکار مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں کبھی کبھی چار چار مفتی بیک وقت ہوا کرتے تھے۔ ایک کو طلاق کا مسئلہ لکھایا جاتا تھا، ایک کو نکاح کا مسئلہ لکھایا جاتا تھا، ایک کو وراثت کی بات لکھائی جاتی تھی، ایک کو امامت کے بارے میں بتایا جاتا تھا۔ عناوین مختلف ہوتے تھے، کاتب مختلف ہوا کرتے تھے، استفتا مختلف ہوا کرتے تھے اور جواب شرح و بسط کے ساتھ دیا جاتا تھا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بریلی کے دارالافتاء کا مسند نشیں شاہزادہ کم و بیش پچھتر سال تک افتا کی مسند پر فائز رہا مگر پوری دُنیائے باطل آج تک ان کے فتاویٰ میں سقم نہ

تلاش کر سکی۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! مجھے یقین ہے کہ شریعت کے معاملہ میں شہود کی منزل حاصل تھی۔ سرکار اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا تھا کہ حضور شریعت کسے کہتے ہیں اور طریقت کسے کہتے ہیں تو اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ شریعت دراصل اُصولوں کی پیروی کا نام ہے اور طریقت دراصل منزلِ مقصود کا نام ہے۔ الفاظ ان کے ہیں میں صرف تعبیر کر رہا ہوں، دوسرے لفظوں میں گویا یوں فرمایا: شریعت زینہ ہے طریقت جلوۂ بالائے بام ہے۔ شریعت پر انسان چلتا ہے اور طریقت میں انسان حقیقتوں کا طالب ہوتا ہے اور حقیقتوں کا مشاہدہ کر لیا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور یہ تصور باندھے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے تو یہ شریعت ہے؛ لیکن جب یہ ذوق میسر آجائے کبھی یہ تجلی میسر آجائے، کبھی اس کا نصیبہ بیدار ہو اور وہ گویا خدا کو دیکھنے کی منزل میں ہو تو یہی کیفیت طریقت بن جایا کرتی ہے۔ اس میں سجدوں کی لمبائی کا احساس نہیں ہوتا، اس کو طولِ قیام کا احساس نہیں ہوتا۔ خدائے کریم و قدوس سامنے ہوتا ہے، اس کے جلوے سامنے ہوتے ہیں، اور انسان اپنے زمانے کی کیفیتوں سے بے نیاز ہو کر اس کی بارگاہ میں جھکا ہوا ہوتا ہے، اور وہ سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے اور شربت حق کے روح پرور گھونٹ سے سیراب ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ کیفیتِ حضوری میرے سرکار مفتی اعظم ہند کو چوبیس گھنٹے میسر تھی، ہر وقت میسر تھی۔ ان کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔ بہت لمبا وقت ہو گیا ہے اور آپ شام ہی سے بیٹھے سن رہے ہیں اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی زندگی کا ایک ایسا طویل باب ہے کہ مجھ جیسا ناکارہ انسان بھی ان کی حیات پر زمانے تک بول سکتا ہے؛ لیکن اب میں آپ سے اجازت لینا چاہوں گا۔

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆

مالیگاؤں میں
فلاحی وعلمی مرکز کی تعمیر کا عظیم منصوبہ
اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر
سرپرست
علامہ قمر الزماں اعظمی (ورلڈ اسلامک مشن)
علامہ محمد ارشد مصباحی (اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، مانچسٹر)
فلاحی خدمات
لائبریری
تربیتی کلاسیس
تصنیف وتالیف
اشاعت وترسیلِ کتب
کمپیوٹر سینٹر
دعوت وتبلیغ
الحمدللہ! قلب شہر میں زمین خریدی جاچکی ہے۔
عمارت کی تعمیر کے لیے اصحابِ خیر سے تعاون کی گزارش ہے۔
فروغِ مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے نقد اور تعمیری اشیا سے نواز کر اس علمی مرکز کو مستحکم کریں۔
غلام مصطفیٰ رضوی : 9325028586
فرید رضوی : 9273574090
معین پٹھان : 7588815888
رابطہ
نوری مشن، معرفت: مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، آگرہ روڈ، مالیگاؤں (انڈیا)
noori_mission@yahoo.com